

Analysis of the Criminal Law (Amentment) Ordinance, 2020

(Anti Rape)

فوجداری قانون (ترمیمی) آرڈیننس 2020 (ذنا بالجبر)

BY WIL FORUM

اس آرڈیننس کے تحت ریپ کے مجرمان کو قرار واقعی سزا دینے کے لئے تعزیرات پاکستان میں موجود ریپ کی سزا کو سخت کر دیا گیا ہے۔ نہ صرف سزا کو سخت کر دیا گیا ہے بلکہ تعزیرات پاکستان میں موجود ریپ کی تعریف میں وسعت دی گئی ہے۔ اس سے قبل کہ ہم اس ترمیمی دفعہ کا جائزہ لیں۔ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ آرڈیننس صدر مملکت کی جانب سے بنایا گیا قانون ہوتا ہے جو کہ پارلیمنٹ کی غیر فعالیت یعنی جب پارلیمنٹ سیشن میں نہ ہو، جاری کیا جاتا ہے۔ کسی بھی آرڈیننس کی مدت ۳ ماہ ہوتی ہے جس میں مکرر اجراء کے بعد مزید ۳ ماہ کی مدت کا اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد اگر پارلیمنٹ اس آرڈیننس کو باقاعدہ قانون کی شکل میں منظوری دے تو یہ قانون رہے گا ورنہ یہ ۶ ماہ بعد کا عدم ہو جائے گا۔

مقصد قانون / آرڈیننس:

اس آرڈیننس کو جاری کرنے کا مقصد کچھ یوں بیان کیا گیا ہے؛
"یہ قرین مصلحت ہے کہ صنفی حساس تحقیقات اور خصوصی عدالتوں میں استغاثہ کا انعقاد کر کے اور مجموعہ تعزیرات پاکستان کی موجودہ دفعہ 375 کو تبدیل کر کے مجرموں کو سخت سزائیں دیتے ہوئے زنا بالجبر کے متاثرین کو موثر انصاف کی فراہمی کے لئے احکام وضع کئے جائیں جس سے اس کی وسعت خواتین، مخنث افراد اور مرد متاثرین تک ہو جائے گی اور اجتماعی زیادتی کے جرم اور عادی مجرموں کے حوالے کییمیائی آختہ کاری کے تصور کو متعارف کرایا جائے۔ اس بل کا مقصد مذکورہ بالا مقاصد کا حصول ہے۔"

جائزہ دفعات و تجزیہ:

اس آرڈیننس کے تحت ریپ کے مجرمان کو قرار واقعی سزا دینے کے لئے تعزیرات پاکستان میں موجود ریپ کی سزا کو سخت کر دیا گیا ہے۔ نہ صرف سزا کو سخت کر دیا گیا ہے بلکہ تعزیرات پاکستان میں موجود ریپ کی تعریف میں وسعت دی گئی ہے۔ اس سے قبل کہ ہم اس ترمیمی دفعہ کا جائزہ لیں۔ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ آرڈیننس صدر مملکت کی جانب سے بنایا گیا قانون ہوتا ہے جو کہ پارلیمنٹ کی غیر فعالیت یعنی جب پارلیمنٹ سیشن میں نہ ہو، جاری کیا جاتا ہے۔ کسی بھی آرڈیننس کی مدت ۳ ماہ ہوتی ہے جس میں مکرر اجراء کے بعد

مزید ۳ ماہ کی مدت کا اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد اگر پارلیمنٹ اس آرڈیننس کو باقاعدہ قانون کی شکل میں منظوری دے تو یہ قانون رہے گا ورنہ یہ ۶ ماہ بعد کالعدم ہو جائے گا۔

تعزیرات پاکستان میں اس جاری کئے گئے آرڈیننس سے قبل ریپ کی اس دفعہ 375 کا جائزہ لیتے ہیں جو کہ کچھ یوں ہے؛ کوئی بھی مرد اگر حسب ذیل پانچ وضاحتوں کے تحت حالات معلومہ کو دیکھتے ہوئے کسی عورت سے جنسی ملاپ کرتا ہے تو وہ زنا بالجبر کا مرتکب کہلائے گا۔

(i) خاتون کی خواہش کے خلاف؛

(ii) خاتون کی رضامندی کے خلاف؛

(iii) خاتون کی رضامندی کے ساتھ، جب رضامندی موت یا ضرر پہنچانے کا خوف دلا کر حاصل کی گئی ہو؛

(iv) خاتون کی رضامندی کے ساتھ، جب مرد کو علم ہو کہ اس کی اس (خاتون) سے شادی نہیں ہوئی ہے اور رضامندی کا اظہار اس لئے کیا

گیا ہے کہ وہ یقین رکھتی ہے کہ یہ آدمی کوئی اور شخص ہے جس سے اس کی شادی ہوگی یا جس سے اس کی شادی ہونے کا اسے یقین ہو؛ یا

(v) لڑکی کی رضامندی کے ساتھ یا بغیر جب کہ اسکی عمر سولہ سال سے کم ہو؛

وضاحت:

زنا بالجبر کے جرم کے حوالے سے ضروری جنسی ملاپ کے لئے دخول کافی ہے۔

اس دفعہ کا جائزہ لینے کے بعد اب اس ترمیمی دفعہ کو دیکھتے ہیں کہ اس میں کیا ترمیم تجویز کی گئی ہے۔

تعزیرات پاکستان کی دفعہ 375 میں ترمیم کا جائزہ:

اس آرڈیننس کے مطابق تعزیرات پاکستان کی دفعہ 375 کو حسب ذیل سے تبدیل کر دیا جائیگا، یعنی؛

375۔ زنا بالجبر ایک شخص (الف) کو زنا بالجبر کا مرتکب کہا جائے گا اگر الف۔۔۔

(الف) اپنا عضو تناسل، کسی بھی حد تک، ایک دوسرے شخص (ب) کی فرج، منہ، نائزہ یا مقعد میں داخل کرتا ہے یا (ب) کو اس طرح سے

(الف) کے ساتھ یا کسی بھی اور شخص کے ساتھ کرنے کو کہتا ہے، یا

(ب) کسی بھی شے یا اپنے جسم کے کسی بھی حصے کو مگر عضو تناسل نہ ہو، کسی بھی حد تک، (ب) کی فرج، منہ، نائزہ یا مقعد میں ڈالتا ہے یا

(ب) کو اس طرح سے (الف) سے یا کسی بھی شخص سے کرنے کو کہتا ہے یا

(ج) (ب) کے جسم کے کسی بھی حصے میں تبدیلی کرتا ہے اس غرض سے کہ (ب) کی فرج، نائزہ یا مقعد یا جسم کے کسی بھی حصے میں دخول

بنے یا (ب) کو اس طرح (الف) سے یا کسی بھی دوسرے شخص سے کرنے کو کہتا ہے یا

(د) (ب) کی فرج، نائزہ، مقعد یا عضو تناسل، رمنہ لگاتا ہے یا (ب) کو اس طرح (الف) سے یا کسی بھی دوسرے شخص سے کرنے کو کہتا

ہے، ایسے حالات کے تحت جو حسب ذیل سات اقسام میں سے کسی کے بھی تابع ہوں:

(اول) (ب) کی مرضی کے خلاف ہو؛

(دوم) (ب) کی مرضی کے بغیر ہو؛

(سوم) (ب) کی رضامندی کے ساتھ، جب رضامندی موت یا ضرر پہنچانے کا خوف دلا کر حاصل کی گئی ہو؛

(چہارم) (ب) کی رضامندی کے ساتھ، جب (الف) کو علم ہو کہ اس کی اس (ب) سے شادی نہیں ہوئی ہے اور رضامندی کا اظہار اس

لئے کیا گیا ہے کہ (ب) کو یقین ہے کہ یہ آدمی کوئی اور شخص ہے جس سے اس کی قانونی شادی ہوئی ہے یا اس کا یقین ہے؛ یا

(پنجم) (ب) کی رضامندی کے ساتھ، جب مذکورہ رضامندی کے وقت، دماغ کے فائرل عقل ہونے یا نشہ آور کی وجہ سے یا (الف) کی

جانب ذاتی طور پر یا کسی بھی دیگر کی جانب سے چکر دینے والی یا مضرت شے کے استعمال کے ذریعے (ب) اس قابل نہیں تھا کہ وہ اس

کی نوعیت اور اس کے نتائج کو سمجھ سکے جس کے سبب (ب) نے رضامندی دی؛

(ششم) (ب) کی رضامندی یا بلا وجہ رضامندی سے جب (ب) سولہ سال سے کم تھا؛

(ہفتم) جب (ب) رضامندی دینے کے قابل نہ تھا۔

تشریح ۱۔ اس دفعہ کی اغراض کے لئے فرج میں دیان فرج بھی شامل ہوگا۔

تشریح ۲۔ رضامندی سے مراد ایک غیر مبہم رضا کارانہ اقرار نامہ جب (ب) الفاظ، حرکات و سکنات یا زبانی یا غیر زبانی رابطے کی کسی بھی

صورت سے خاص جنسی فعل میں شامل ہونے کے لئے رضامندی سے مطلع کر لے مراد ہے۔ شرط ہے کہ ب جو جسمانی طور پر دخول پر

مزاحمت نہیں کرتا تو صرف اس وجہ سے یہ حقیقت نہیں سمجھا جائے گا کہ وہ جنسی عمل کے لئے رضامند ہے۔

تشریح ۳۔ شخص سے مراد ایک مرد عورت یا محنت مراد ہے اور زنا بالجبر میں اجتماعی زنا بالجبر شامل ہے۔

درج بالا ترمیمی دفعہ کے جائزہ سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ اس دفعہ کے ذریعے ریپ کی تعریف کو وسعت دینے کی کوشش

کی گئی ہے۔ ترمیمی دفعہ سے قبل ریپ کا مجرم صرف ایک مرد ہوتا تھا جیسا کہ اصل دفعہ کے جائزہ سے ظاہر ہوتا ہے مگر اب ترمیم کے ذریعے

مجرم کی تعریف میں مرد کے ساتھ ساتھ عورت اور مخنث یعنی خواجہ سرا کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ بادی النظر میں ریپ جیسے جرم

میں مجرم کا جسمانی طاقت ور ہونا ہی اس جرم کو تشکیل دیتا ہے۔ نازک بدن یعنی عورت کا اس فعل کو سرانجام دینا کافی مشکل ہے جب تک کہ

کوئی مرد خود کسی عورت کو اس فعل کی اجازت نہ دے دے۔ اس لئے پوری دنیا میں ریپ کا تصور عورت سے زیادتی کو لیا جاتا ہے۔ اس

قانون سے قبل جو بھی قوانین بنائے جاتے تھے ان میں الفاظ کو وسیع مفہوم دینے کی نیت سے مجرم اور متاثرہ کی تعریف میں الفاظ " کوئی بھی

شخص " (Any person) استعمال کیا جاتا تھا۔ لیکن اب ریپ جیسے جرائم سے متعلق منظور ہونے والے دونوں آرڈیننس میں مجرم اور

متاثرہ کی تعریف میں واضح طوراً اشخاص کی جنس بتائی گئی ہے جس کی وجہ سے اب یہ تعریفات محدود ہو گئی ہیں۔ جبکہ اس کے ساتھ منظور

ہونے والے انسداد زنا بالجبر (تحقیقات و سماعت) آرڈیننس 2020 میں متاثرہ شخص (Victim) کی تعریف کرتے ہوئے اس سے مراد

عورت اور بچہ (جو کہ 18 سال تک کا ہو) قرار دیا گیا ہے۔ یہاں یہ بات مضحکہ خیز ہے کہ ایک جیسے جرم سے متعلق ایک وقت میں منظور ہونے والے قوانین میں متاثرہ اور مجرم کی تعریف میں یہ فرق کیوں ہے۔ جبکہ ان دونوں قوانین کا مقصد ریپ جیسے جرائم کی فوری روک تھام ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ ان ابہام کو فوری دور کیا جائے تاکہ عدالتوں میں ملزمان ان کو فائدہ نہ اٹھاسکیں۔

اس کے علاوہ ریپ کی تعریف میں دخول کو لازمی عنصر کے طور پر لیا جاتا ہے مگر اس ترمیمی دفعہ میں ریپ کی تعریف میں تمام غیر فطری افعال کو (جن میں بعض اوقات دخول شامل نہیں ہوتا یا اس کا عمل دخل نہیں ہوتا) بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ تعزیرات پاکستان کے قانون میں Unnatural Offences کے نام سے باقاعدہ دفعات موجود ہیں۔ اگر قانون ساز ادارے ان قوانین کا بغور مطالعہ کر لیں تو اس طرح نہ صرف ان کا وقت برباد نہیں ہوگا بلکہ عوام کے حقیقی مسائل کو بھی توجہ ملے گی۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 377 میں غیر فطری جسمانی تعلقات / لواطت وغیرہ پر باقاعدہ سزا موجود ہے۔ اگر اس کی سنگینی کو مد نظر رکھتے ہوئے اسی دفعہ میں ترمیم کر دی جائیں تو یہ امر خواتین اور مردوں کے جنسی استحصال اور زیادتی کو زنا بالجبر کہنے یا کہنے کی بحث میں الجھے بنا مسئلہ کو حل کرنے کا باعث ہوگا۔ اس کے علاوہ مذکورہ ترمیم کی وجہ سے زنا بالجبر کی سزا جو کہ اب سزائے موت کی جا چکی ہے بھی متاثر ہوگی کیونکہ غیر فطری افعال کے جرائم یا لواطت کی سزا اس وقت تعزیرات پاکستان میں زیادہ سے زیادہ دس سال قید یا عمر قید ہے۔

اس کے علاوہ اس ترمیمی دفعہ میں ریپ کی تعریف کے مطابق اگر کوئی شخص کسی اور کو یہ جرم یا افعال سرانجام دینے کا کہتا ہے تو وہ بھی اس جرم کا مرتکب ہوگا۔ حالانکہ اگر ہم تعزیرات پاکستان کا جائزہ لیں تو یہ واضح ہوتا ہے کہ اس میں کسی جرم کی نیت رکھنا، اسکی تیاری کرنا یا سازش کرنا، جرم کرنے میں مدد یا اعانت یا حملہ کرنا اور جرم مکمل سرانجام دینا تمام کے تمام علیحدہ علیحدہ جرائم کی حیثیت سے موجود ہیں۔ جس ملزم پر جس قدر جرم شواہد کے ذریعے ثابت ہوتا ہے اسے صرف اسی قدر سزا دی جاتی ہے اس کی ایک مثال اقدام قتل اور قتل کی سزا کا مختلف ہونا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص ریپ کی سازش تیار کرتا ہے یا کسی دوسرے کو یہ جرم کرنے کا کہتا ہے یا اگر وہ کوئی غیر فطری فعل انجام دیتا ہے اور ریپ (دخول) کا مرتکب نہیں ہوتا تو اس کو ایک مکمل جرم یعنی ریپ کی سزا نہیں دی جاسکتی۔ یہاں اس ترمیم میں جرم کی تشکیل اور اس کی مناسبت سے ہی سزائے تصور کو سرے سے ملحوظ خاطر ہی نہیں رکھا گیا۔ اور یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ اس طرح کے قوانین جو کہ جرم کی تشکیل اور سزائے ہی اتنے ابہام رکھتے ہوں ان سے سراسر فائدہ مجرم کو ہوتا ہے۔ جس کا وہ فائدہ اٹھاتے ہوئے سزا سے بچ جاتے ہیں جس سے معاشرے میں مزید بے چینی کا اضافہ ہوتا ہے۔

مزید یہ کہ اس ترمیمی دفعہ میں رضامندی کی تعریف بھی مبہم ہے کیونکہ اس تعریف کے مطابق اگر کوئی متاثرہ ریپ (دخول) کے وقت مزاحمت نہیں کرتا تو اس کو جنسی عمل کے لئے رضامند نہیں سمجھا جائے گا۔ اس دفعہ کا یہ نکتہ غلط ہے کیونکہ پوری دنیا میں ہر باہوش فرد زیادتی کے وقت لازمی مزاحمت یا مزاحمت کی کوشش کرتا ہے۔ یا کم از کم وہ جسمانی طور پر ریپ کے لئے تیار نہیں ہوتا یہ بات میڈیکل رپورٹ سے بھی ثابت ہو جاتی ہے۔ اس لئے ترمیمی دفعہ کی یہ تشریح غلط ہے کیونکہ اس کا فائدہ کوئی بھی اٹھا سکتا ہے اور کوئی رضامندی سے کئے گئے زنا کو بعد میں زنا بالجبر کا نام دے کر کسی کو بھی سزا دلوا سکتا ہے۔ لہذا احتیاط کا تقاضا ہے کہ رضامندی کی تعریف کو مزید وسعت دے

کردرست کیا جائے۔ اس کے ساتھ منظور ہونے والے انسداد زنا بالجبر (تحقیقات و سماعت) آرڈیننس 2020 میں کی دفعہ 13 میں کنوارہ پن کو میڈیکل ٹیسٹ (ٹوفنگر ٹیسٹ) سے چیک کرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اس قانون سے قبل ہر جنسی زیادتی کا شکار ہونے والی ہر خاتون کے لئے ضروری تھا کہ وہ طبی معائنہ کروائے۔ ٹوفنگر ٹیسٹ اور ہائمن ٹیسٹ جیسے طریقوں کی کوئی طبی اور سائنسی بنیاد نہیں تھی اس لئے جنسی تشدد کے واقعات میں ان کی کوئی فورنرک اہمیت نہیں ہوتی تھی۔ ماہرین کے مطابق اس سے یہ ہوتا ہے کہ ملزم کے بجائے متاثرہ خاتون کا ٹرائل شروع ہو جاتا ہے اور تمام تر توجہ متاثرہ کے کنوارہ ہونے یا نہ ہونے کی طرف چلی جاتی ہے۔

عام طور پر ملزم کنوارے پن کے ٹیسٹ کی رپورٹ کا فائدہ اٹھاتے تھے اور ایسی رپورٹ پر عدالت میں یہ موقف اختیار کرتے ہیں کہ متاثرہ کے ان کے ساتھ جنسی تعلقات تھے جو کہ باہمی رضامندی سے قائم تھے۔ اس طرح مقدمات میں شک کا فائدہ ملزم کو جاتا تھا۔ لیکن اب اس دفعہ سے مقدمہ ریپ ہوایا نہیں پر چلے گا اور متاثرہ کے کنوارہ پن جیسے سوالات پر قائم نہیں ہوگا۔

لہذا ضروری ہے کہ انسداد زنا بالجبر (تحقیقات و سماعت) آرڈیننس 2020 کی دفعہ 22 میں ترمیم کرتے ہوئے جھوٹے متاثرین یا گواہان کی سزا کے متعلق بھی ایک ذیلی دفعہ کا اضافہ کیا جائے تو یہ بہترین ہوگا۔ اس قسم کی دفعہ کی غیر موجودگی کی وجہ سے ان افراد کی حوصلہ افزائی ہوگی جو کہ الزام لگا کر بے گناہوں کو سزا دلواتے ہیں۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ کنوارے پن کا سوال ریپ کے کیس میں غیر متعلقہ ہے تو بھی شکایت کنندہ کا کردار ہر مقدمہ میں اہم ہوتا ہے۔ مدعی اور اس کے کردار کی حیثیت مقدمہ کے سچ اور جھوٹ سے براہ راست تعلق رکھتی ہے۔ بادی النظر میں اگر مدعی سچ ہے تو مقدمہ بھی سچ ہوگا اور اگر وہ جھوٹ بولنے کا عادی ہے یا ایسا کردار رکھتا ہے تو مقدمہ جھوٹا ہو سکتا ہے۔ لہذا اس بارے میں سخت دفعہ کا ہونا ضروری ہے ایسا اس لئے بھی ضروری ہے کہ اب اس قانون میں زنا بالجبر کے مرتکب کی سزا میں اضافہ کر دیا گیا ہے مزید یہ کہ ایسے عادی مجرمان کو جنسی مباشرت کی ادائیگی کے لئے نااہل (کیمیکل سٹیرلائزیشن / نامردی) بنایا جائے گا۔ گویا ان کی جنسی صلاحیت کو ختم کر دیا جائے گا۔ ایسی سخت سزاؤں کو دینے کے لئے اشد ضروری ہے کہ عدالتی نظام اور تفتیش کے طریقہ کار میں لازمی اصلاحات لائی جائے۔ انسداد زنا بالجبر (تحقیقات و سماعت) آرڈیننس 2020 کے ذریعے ایک حد تک کوشش کی گئی ہے تاہم مزید ترمیم کی گنجائش موجود ہے۔

اس قانون کے ذریعے اجتماعی زیادتی کی سزا کو سخت کرتے ہوئے نہ صرف سزا موت بلکہ عمر قید کی سزا میں مزید وضاحت

کرتے ہوئے اس سزا کو تمام فطری زندگی پر محیط کر دیا گیا ہے۔ گویا تمام عمر موت تک مجرم قید میں رہے گا۔ اس کے ساتھ ہی مزید عادی مجرمان کو جنسی صلاحیت سے محرومی کی سزا دی جائیگی۔ یعنی نامرد بنا دیا جائیگا تاکہ وہ کسی کو ریپ کا نشانہ نہ بنا سکے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ریپ کے مجرم کو موت کی یا عمر قید کی سزا دی جا رہی ہے تو یہ (کیمیکل سٹیرلائزیشن / نامردی) سزا

کی کیا ضرورت ہے؟ کیونکہ مجرم یا تو قید میں ہوگا یا سزائے موت کی وجہ سے مرچکا ہوگا، تو ناممکن ہے کہ وہ دوبارہ اس جرم کا ارتکاب کرے۔ مزید یہ کہ اس سزا کے بارے میں سن کر عوام کے ذہن میں یہ تصور پیدا ہوتا ہے کہ اس سزا میں مجرم کے عضو مخصوص کو کاٹ دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ کے لئے اس عضو سے محروم ہو جائے گا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے وہ ممالک جہاں اس قسم کی سزا کا قانون ہے وہاں

مجرموں کو جنسی خواہشات کو دبانے کے لئے دوائی یا انجیکشن لگایا جاتا ہے۔ یہ عمل ہرگز آسان نہیں ہے کیونکہ اس کے لئے جن وسائل، میڈیکل مہارت اور سائنسی نظام درکار ہوتا ہے، اس قانون میں ان کی تفصیل نہیں بتائی گئی کہ اس سزا پر عمل درآمد کس طرح ہوگا؟

ماہرین کے نزدیک صرف ایک انجیکشن سے کسی کو جنسی صلاحیت سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ مزید یہ کہ آیا مجرم کی صحت اس قابل ہے کہ اسے نامردی والا انجیکشن لگایا جاسکتا ہے یا نہیں۔ اور یہ انجیکشن کتنے وقفہ سے دوبارہ لگانا ہے اس بات کا فیصلہ بھی ڈاکٹر کرے گا۔ اس قانون میں اس بات کی بھی کوئی وضاحت نہیں ہے کہ اگر انجیکشن لگانا ممکن نہ ہو یا ان انجیکشن کا فائدہ نہ ہو تو کیا طریقہ ہوگا نامرد بنانے کا؟ یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ آیا کیا ریپ کا تعلق صرف جنسی ہوس ہے؟ بی بی سی کی ایک رپورٹ کے مطابق انڈیا کے دارالحکومت دہلی میں 2011 میں ہونے والے ایک لڑکی کے ریپ میں لوہے کے راڈ کو استعمال کیا گیا۔ گویا یہ سوال اپنی جگہ پر موجود ہے کہ آیا جنسی صلاحیت سے محرومی کی سزا ریپ کے واقعات کو ختم کر پائے گی یا اس سزا کا الٹا اثر پڑے گا اور ان واقعات میں اضافہ ہو جائے گا؟ (مزید پڑھیے <https://www.bbc.com/urdu/pakistan-55057720>) کیونکہ ایسے مجرمان عام طور پر نفسیاتی مریض ہوتے ہیں۔ ان کو معاشرہ میں اسی حالت میں چھوڑنا ٹارگٹ ریپسٹ پیدا کرنے کے مترادف ہوگا۔

لہذا ہم اس عمل کے اس لئے خلاف ہیں کہ اس طرح مجرمان میں اصلاح پیدا نہیں ہوگی۔ اگر اصلاح کرنی ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ معاشرے سے ان تمام افعال کا خاتمہ کیا جائے جو کہ ریپ جیسے جرائم کا باعث بن رہے ہیں۔ مزید یہ کہ یہ سزا انٹرنیشنل کنونشن آن سول اینڈ پولیٹیکل رائٹس (International Convention on Civil and Political Rights: ICCP) کے بھی خلاف ہے جس کی خود پاکستان نے بھی تصدیق کر رکھی ہے۔ ماہرین کے نزدیک یہ آئین پاکستان میں موجود بنیادی حقوق کی بھی خلاف ورزی ہے۔

حکومتی اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب میں ہر روز ریپ کے دس مقدمات درج ہوتے ہیں۔ سات ماہ کے دوران پنجاب میں ریپ کے 2043 مقدمات درج ہوئے ہیں جن میں صرف 1371 میں چالان جمع ہوئے۔ ان میں سے 295 مقدمات پر تفتیش جاری ہے جبکہ 375 مقدمات مختلف وجوہات کی بنیاد پر منسوخ کر دیے گئے ہیں۔ (مزید پڑھیے <https://www.bbc.com/urdu/pakistan-54150065>) گویا مقدمات کی ایک بڑی تعداد اپنے فیصلوں سے قبل ہی دم توڑ دیتی ہے کیونکہ ریپ کے فوراً بعد مقدمہ نہ تو درج ہو پاتا ہے نہ طبی معائنہ بروقت ہوتا ہے نہ ہی گواہ اپنی گواہی دے پاتے ہیں۔ اگر مقدمہ درج بھی ہو جائے تو اس کی تفتیش ناقص سے بھرپور ہوتی ہے۔ طبی معائنہ اگر بروقت بھی کر لیا جائے تو بھی Two Finger test یا ہائمن ٹیسٹ میں لیڈی ڈاکٹر کے مشاہدے پر مقدمہ کی تقدیر ہوتی ہے۔ اگر ڈاکٹر خاتون کو کونوارے پن کا سٹوٹھکیٹ نہ دے تو پھر مقدمہ میں ریپ ہوایا نہیں ثابت کرنے کے بجائے اس سوال پر چلتا ہے کہ متاثرہ باکرہ تھی یا نہیں۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ ان قوانین پر سخت عمل درآمد کے ساتھ ساتھ ریپ جیسے واقعات کا سبب بننے والے عوامل کا خاتمہ کیا جائے۔ خاص طور پر فحاشی کی روک تھام کی جائے اس مقصد کے لئے میڈیا کے ایسے پروگرام جو کہ فحاشی کی فروغ کا باعث بن رہے ہیں ان پر پابندی لگائی جائے۔ مزید یہ کہ سوشل میڈیا پر بھی

فحاشی کو کنٹرول کیا جائے۔

مزید یہ کہ ریپ جیسے جرائم کے متعلق یہ دونوں قوانین آرڈیننس کے ذریعے بنائے گئے ہیں۔ جس کی مدت نفاذ صرف ۳ ماہ اور مکرر مدت مزید ۳ ماہ ہے۔ اس کے بعد یہ کالعدم ہو جاتا ہے جب تک کہ اسمبلی اس کو پاس نہ کر لے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ان معاملات پر اسمبلی اپنا کردار ادا کرے اور راکین اپنی اپنی سیاست کرنے کے بجائے ان جرائم کی روک تھام کے لئے فوری موثر قانون سازی میں اپنا کردار ادا کریں۔

